Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ ″
سہ ماہی ۶ ″
ماہوار ۲½ ″
فی پرچہ ۱ ؍

یوم پنجشنبہ (جمعرات)

۲۲ شوال ۱۳۶۸ھ

جلد ۳	۱۸ اگست ۱۹۴۹ء	۱۸ ظہور ۱۳۲۸ ہش	نمبر ۱۸۸

ریاست خیرپور کے آئینی نظام میں دور رس تبدیلیوں کا اعلان

ریاستی نظام کو پاکستانی نظام کے ہم آہنگ بنایا جائیگا

خیرپور ۱۷ اگست - خیرپور دربار نے ریاست کے آئینی نظام میں دور رس تبدیلیاں کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ اصلاحات حکومت پاکستان کی منظوری سے نافذ کی جا رہی ہیں ان کی رو سے ریاست میں مجلس قانون ساز کا قیام عمل میں لایا جائیگا جو پندرہ چنے ہوئے ممبران پر مشتمل ہو گی۔ اس کے علاوہ وزراء کی ایک کونسل بھی ہو گی۔ مجلس قانون ساز میں ایک نشست حکمران خاندان کے لئے مخصوص ہو گی حکمران خاندان کے افراد اپنا نمائندہ خود منتخب کریں گے۔ مجلس قانون ساز کے لئے عام انتخابات مخلوط اور بالغوں کے حق رائے دہی کے اصولوں پر عمل میں لائے جائینگے۔ چنانچہ تمام بالغ افراد جو ریاست کے حقیقی باشندے ہیں۔ رائے شماری میں حصہ لے سکیں گے۔ مجلس آئین ساز ایک آزاد پارلیمانی ادارے کی طرح کام کرے گی۔ رائے دینے والوں کی فہرستیں ایک عرصہ سے تیار ہو رہی ہیں۔ امید ہے کہ اسمبلی جلد معرض وجود میں آ جائے گی —— وزراء کی کونسل وزیر اعظم اور دوسرے وزراء پر مشتمل ہو گی۔ وزراء کا تقرر والئ ریاست وزیر اعظم کے مشورے سے کریں گے۔ آدھے وزراء کا اسمبلی کے منتخب ممبران میں سے ہونا ضروری ہو گا۔ اگر ایسے وزراء کا تقرر ضروری خیال کیا گیا کہ جو اسمبلی کے ممبر نہ ہوں تو وہ اپنے عہدے کی بناء پر اسمبلی کے رکن شمار کئے جائیں گے ان کے علاوہ اسمبلی میں کوئی اور نامزد ممبر نہیں ہو گا۔ مجلس آئین ساز کا صدر پہلے چار سال کے لئے دربار خود مقرر کریگا۔ پہلے چار سال گزرنے کے بعد اسمبلی اپنا صدر آپ منتخب کیا کریگی قانون سازی کے اختیارات کی حدود بھی متعین کر دی گئی ہیں ۔ آج ان اصلاحات کا اعلان کرتے ہوئے ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ ان اصلاحات کا نفاذ اس مقصد کے پیش نظر کیا جا رہا ہے۔ کہ تا ریاست کے سیاسی نظام کو پاکستان کے سیاسی نظام کے ہم آہنگ بنا دیا جائے۔

پانچویں درجہ کے ڈسپنسرز سرٹیفکیٹ کا امتحان

لاہور ۱۷ اگست محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۹ء کو صبح ۸ بجے حسب ذیل مراکز میں سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی مغربی پنجاب کے پانچویں درجہ کے ڈسپنسرز سرٹیفکیٹ کا امتحان منعقد ہو گا۔

۱۔ لاہور (کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج)
۲۔ ملتان (ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال)
۳۔ راولپنڈی ″ ″ ″

صرف وہی غیر سند یافتہ ڈسپنسر اس امتحان میں بیٹھ سکتے ہیں جنہوں نے رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنروں یا لائسنس یافتہ دوا فروشوں کی دوکانوں میں تین سال تک کام کیا ہو۔

مکرم نواب عبداللہ خانصاحب کی تشویشناک علالت

(از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

عزیزم عبداللہ خاں کو نمونیا ہو گیا ہے۔ بخار بہت تیز ہے۔ آج صبح کے وقت بھی بخار کا درجہ ۱۰۳ ہے۔ سانس کی بہت تکلیف ہے۔ تمام رات نہایت بے چینی میں کٹی۔ دل پہلے ہی کمزور ہے۔ اسوقت وہ بہت خطرہ میں ہیں سب بہن بھائیوں اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعائے خاص کی التجاء ہے۔

(مبارکہ)

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب سابق مبلغ سیرالیون کا چھوٹا بچہ سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مغربی پنجاب کے اقتصادی نظام کو امداد باہمی کے اصولوں پر چلانے کی جامع سکیم

لاہور ۱۷ اگست - حکومت مغربی پنجاب کے محکمہ امداد باہمی نے دس پندرہ سال کے اندر اندر صوبے کے اقتصادی نظام کو امداد باہمی کے اصولوں پر چلانے کے لئے ایک جامع سکیم منظور کی ہے۔ اس کی رو سے مال تیار کرنے والی منڈیوں میں امداد باہمی کے اصولوں پر سوسائٹیاں بنائی جائینگی۔ جو عام ضروریات کی اشیاء کے علاوہ بھاری مشینیں اور کیمیاوی چیزیں بھی مہیا کریں گی۔ بعض سوسائٹیوں کی تشکیل پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ تین سوسائٹیاں عنقریب کام شروع کرنے والی ہیں۔ جنکا منظور شدہ سرمایہ ساڑھے تین کروڑ روپے ہے۔ یہ اونی اور سوتی کپڑا تیار کریں گی۔ خانیوال میں بھی ڈیڑھ کروڑ روپے کے سرمایہ سے ایک کارخانہ قائم کیا جا رہا ہے۔ امید ہے وہ سال کے آخر تک کام شروع کر دے گا۔ اسی طرح اونی کپڑا بننے کے لئے حسن ابدال میں بھی ایک کارخانہ کھولا جا رہا ہے جس کا منظور شدہ سرمایہ ایک کروڑ روپیہ ہو گا۔

بیمہ کرنے والی کمپنی کا قیام بھی اس سکیم کا ایک اہم جزو ہے۔ تمام صنعتی اداروں میں صرف ۲۰ فیصدی منافع حصہ داروں میں تقسیم ہو گا اور باقی مشینوں کی مرمت ہسپتال اور سکول وغیرہ کھولنے کیلئے ریزرو رہیگا۔ زراعتی آلات بنانے کے لئے بھی ڈیڑھ کروڑ روپے کے سرمایہ سے ایک فیکٹری بنائی جائیگی۔ علاوہ ازیں پلاسٹک کی چیزیں بسکٹ اور ڈیری کی اشیاء تیار کرنے کے سلسلے میں سوسائٹیاں قائم کرنیکے انتظامات کئے جا [رہے ہیں]

پاکستانی وفد ہفتہ کو روانہ ہو گا

کراچی ۱۷ اگست کشمیر میں عارضی صلح کے متعلق جو بین المملکتی کانفرنس نئی دہلی میں ہو رہی ہے۔ اس میں شرکت کے لئے پاکستانی وفد ہفتہ کو کراچی سے نئی دہلی روانہ ہو گا۔ یاد رہے کانفرنس پیر کے روز شروع ہو گی۔

اناج کو ایندھن کے طور پر استعمال کرنا پڑا!

لندن ۱۷ اگست - آسٹریلیا سے مغربی افریقہ ہوتے ہوئے جو بحری جہاز انگلستان جا رہے ہیں کوئلہ کے مزدوروں کی ہڑتال کی وجہ سے انہیں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اناج سے لدے ہوئے ایک جہاز کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ کوئلہ نہ ہونے کے باعث اسے اناج کا ایک حصہ جلا کر کام چلانا پڑا۔ (رائٹر)

جنوبی افریقہ میں خشک سالی

لندن ۱۷ اگست - خشک سالی کے باعث جن علاقوں میں قحط کے آثار پائے جاتے ہیں۔ حکومت وہاں زیادہ سے زیادہ مقدار میں خوراک بھیجنے کا انتظام کر رہی ہے۔ ان علاقوں میں بارہ ہزار ۷ سو کے قریب مویشی اور اکیس ہزار بھیڑیں موت کا شکار ہو چکی ہیں۔ یہ خشک سالی اپریل کے مہینے سے شروع ہوئی تھی۔ اور اس کے ختم ہونے کے تاحال کوئی آثار نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے بچوں کی اموات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

(اسٹار)

سی۔ آئی۔ ڈی کی سپیشل برانچ سابق ممبران اسمبلی کیخلاف الزامات کی تحقیقات کر رہی ہے

اس بارے میں انسپکٹر جنرل پولیس مغربی پنجاب سے رجوع نہ کیا جائے

لاہور ۱۷ اگست محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ سابق ایم۔ ایل۔ ایز اور دوسرے اشخاص کے متعلق انسداد رشوت ستانی کے سلسلہ میں جو خاص تحقیقات کی گئی ہیں یا کی جا رہی ہیں۔ اس بارے میں بعض اوقات اخباروں کے نمائندے اور عوام انسپکٹر جنرل پولیس مغربی پنجاب سے رجوع کرتے ہیں۔ حالانکہ انسپکٹر جنرل پولیس کا نظم و نسق کے اس حصہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کی سپیشل برانچ ان تحقیقات پر ایک سپیشل افسر کے تحت کام کر رہی ہے۔ جس کے افسر اعلیٰ انسپکٹر جنرل پولیس کی بجائے ہوم سیکرٹری صاحب ہیں۔ جو اصحاب سپیشل انکوائری ایجنسی سے خط و کتابت کرنا چاہیں انہیں انسپکٹر جنرل پولیس سے بلاوجہ رجوع کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ریسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس موہن لال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کیا سینما دیکھنا ہر صورت میں منع ہے؟

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رتن باغ لاہور

بعض دوستوں نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ کیا سینما دیکھنا ہر صورت میں منع ہے؟ یہ سوال غالباً ان کی اس مخفی خواہش پر مبنی ہے۔ کہ سینما جیسی دلکش تفریح سے کیوں محروم رہا جائے۔ سو اس کے متعلق میرا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مسائل کے متعلق زیادہ تر فتنہ اس بناء پر پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے ماحول سے متاثر ہو کر یا اپنے دل کی خواہش سے مغلوب ہو کر کسی مسئلہ پر نظر ڈالتا ہے۔ اور پھر لازماً ماحول کے اثر یا دل کی خواہش کے نتیجہ میں غلط رستہ پر پڑ جاتا ہے۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسا دھواں آ جاتا ہے۔ جو اسے صحیح رائے قائم کرنے نہیں دیتا۔ اسی لئے قرآن شریف مومنوں کو بار بار ہوشیار کرتا ہے۔ کہ اپنی ہوا و ہوس کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت کو تباہ نہ کرو۔ بہر حال کسی مسئلہ پر غیر جانبدارانہ اور منصفانہ غور کرنے کا یہ طریق نہیں ہے۔ کہ اپنے ماحول سے متاثر ہو کر یا اپنے دل کی خواہش سے مغلوب ہو کر اور سیدھے سادے مسائل کو توڑ پھوڑ کر کچھ کی کچھ شکل دے دی جائے۔ بلکہ صحیح طریق یہ ہے۔ کہ بالکل خالی الذہن ہو کر اور دل کی تختی کو صاف کر کے ایک بات کو قرآن شریف اور حدیث اور عقل خداداد کی روشنی میں پرکھا جائے۔ اور پھر نیک نیتی کے ساتھ آزادانہ رائے کے نتیجہ میں کوئی خیال قائم کیا جائے۔

یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ سوال مندرجہ عنوان کا اصل جواب یہ ہے کہ سینما کا دیکھنا اپنی ذات میں کسی طرح منع نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ سینما ان مفید ایجادوں میں سے ایک ایجاد ہے۔ اور قدرت کے ان مخفی خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے بعض مفید اغراض و مقاصد کے ماتحت دنیا پر ظاہر فرمائے ہیں۔ پس کوئی شخص محض سینما کو برا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس ایجاد کے ساتھ بعض ایسے فوائد لپٹے ہوئے ہیں۔ کہ ان کے صحیح استعمال کے نتیجہ میں عظیم الشان فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور نسل انسانی کے معلومات کے اضافہ میں اور پھر ان معلومات کو مؤثر ترین صورت دینے میں سینما کا بہت بھاری دخل ہے۔ قدرت کے دور دراز مناظر کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لانا نیچر کے مخفی خزانوں کو جیتی جاگتی تصویر کی صورت میں عریاں کر کے دکھانا تاریخ کے بیش قیمت اوراق کو ایک بولتی ہوئی صورت کی صورت میں لوگوں کے سامنے پھیلا۔ فوجی کارناموں کو ایسی صورت میں سینما ہال کے پردہ پر آشکار کرتا کہ فنون جنگ کے ماہر لوگ اس سے ایک نیا سبق حاصل کر سکیں بیماریوں کے جراثیم کی تباہ کاریوں کو ننگا کر کے دکھانا قومی لیڈروں کی زندگی کے سبق آموز حالات کو مؤثر ترین انداز میں لوگوں کے سامنے رکھنا وغیرہ وغیرہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں ایسی باتیں ہیں جو اس ایجاد کو دنیا کی مفید ترین ایجادوں میں جگہ دیتی ہیں پس کون دانا انسان ایسا ہو سکتا ہے۔ جو محض سینما کے وجود کو ممنوع اور حرام قرار دے؟

لیکن قدرت کی یہ عجیب نیرنگی ہے کہ ہر پھول اپنے ساتھ کچھ کانٹے بھی رکھتا ہے۔ اور ہر مفید سے مفید چیز غلط استعمال سے ہلاکت اور لعنت کا موجب بن جاتی ہے۔ مثلاً اسلام میں شراب کو یہ کہہ کر منع فرمایا گیا ہے۔ کہ گو اس میں بعض مفید پہلو بھی ہیں۔ مگر اس کا نقصان اس کے فائدہ پر غالب ہے لیکن باوجود اسکے سخت بیماری وغیرہ کی صورت میں اسلام نے طبی مشورے کے ماتحت دوا کے طور پر شراب کے استعمال کو جائز بھی قرار دیا ہے۔ اسی سے ملتی جلتی صورت سینما کی ہے۔ کہ اس کا صحیح استعمال یقیناً خدا کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔

مگر اس کا غلط استعمال ایک بھاری لعنت سے کم نہیں۔ بلکہ یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے۔ کہ جتنا نقصان آجکل سینما نے دنیا کو پہونچایا ہے وہ شائد کسی اور چیز نے نہیں پہونچایا۔ مرد و عورت کے جنسی تعلقات کو عریاں تصویروں کی صورت میں یعنی ایسی صورت میں جس میں کہ ان کی ہر حرکت گویا بالکل ننگی ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ لوگوں کے سامنے لانا سینما ہی کا حصہ ہے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ انسان جہاں اچھے مناظر کے دیکھنے سے فائدہ اٹھاتا اور نیک سبق حاصل کرتا ہے۔ وہاں گندے مناظر کا نقشہ اس کی طبیعت میں گندا اثر چھوڑنے کے بغیر نہیں رہتا۔ معصوم لڑکیوں کے اخلاق کو تباہ کرنے کے مناظر۔ اغوا کے عریاں واقعات۔ جنسی تعلقات کے خلاف اخلاق پہلو اس طرح آنکھوں کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ کہ کچی طبیعت کے لوگ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پھر سینما کے ساتھ جو اقتصادی نقصان کا پہلو لگا ہوا ہے۔ وہ بھی ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نوجوان بچے شروع شروع میں سینما کے خمار میں مدہوش ہو کر والدین پر پیسوں کے لئے زور دیتے ہیں۔ اور جب والدین ان کے اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتے تو پھر وہ ناجائز ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بے شمار طالب علم تو اس لعنت میں اس قدر پھنس جاتے ہیں کہ تعلیم تک کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ پس کیا بلحاظ اخلاقی نقصان کے اور کیا بلحاظ اقتصادی نقصان کے اور کیا بلحاظ تعلیمی نقصان کے سینما کا غلط استعمال ان شیطانی طاقتوں میں سے ایک طاقت ہے۔ جو ہر اچھی سے اچھی سوسائٹی کو تباہ کر سکتی ہے

پس گو سینما اپنی ذات میں ناجائز نہیں بلکہ ایک مفید ایجاد ہے۔ لیکن اس کا غلط استعمال دنیا کی بڑی لعنتوں میں سے ایک لعنت ہے۔ اور افسوس یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں اس کا غلط استعمال اسکے اچھے استعمال پر غالب آ رہا ہے۔ اور مزید افسوس یہ ہے کہ بعض اچھی اور مفید اور سبق آموز فلموں کو بھی گندے مناظر کے ساتھ اس طرح لپیٹ کر اور مدغم کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ کہ انسان اس کے مفید پہلوؤں سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک برف میں لگے ہوئے ٹھنڈے شربت۔ کو چار قطرے نجاست کے ڈال کر کسی شریف انسان کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ شربت بیشک اچھی چیز ہے۔ لیکن کوئی شریف انسان اس بات کو قبول نہیں کرے گا۔ کہ اسے شربت کے بہانے نجاست کے قطرے پلا دیئے جائیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جہاں ظاہری نجاست ہر شخص کو نظر آتی ہے۔ اور ہر انسان اس کی بُو اور بد ذائقہ کو محسوس کرتا ہے۔ وہاں سینما کی نجاست اکثر لوگوں کی آنکھوں سے مخفی رہتی ہے۔ اور وہ اسے غفلت کی حالت میں ہی پی جاتے ہیں۔

دراصل سینما کی مثال لائف انشورنس یعنی زندگی کے بیمہ کے طور پر سمجھنی چاہیئے۔ جس طرح بیمہ اپنی ذات میں منع نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس میں سود اور جوئے کا عنصر شامل ہو جاتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اسلام میں حرام ہیں۔ اس لئے زندگی کا بیمہ بھی منع قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ اپنی ذات میں حرام ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس میں بعض حرام باتوں کو داخل کر دیا گیا ہے۔ ورنہ اگر زندگی کے بیمہ سے سود اور جوئے کے عناصر کو خارج کیا جا سکے تو وہ ہرگز منع نہیں رہے گا۔ یہی حال سینما کا ہے کہ وہ اپنی ذات میں تو منع نہیں مگر ان خراب عناصر کی وجہ سے جو اس میں داخل کر دیئے گئے ہیں وہ نتیجۃً منع ہو گیا ہے۔ ان خراب عناصر کو الگ کر دو۔ اور سینما کی فلم کو خلاف اخلاق اور خلاف حیا اور خلاف عصمت باتوں سے دور رکھو تو سینما یقیناً اپنی ذات میں اچھی چیز ہے۔ اور کسی شریف انسان کا اسے کبھی کبھی علمی ترقی کے لئے دیکھنا یا تفریح کی غرض سے کبھی کبھار دیکھنا ہرگز قابل اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن مشکل یہی ہے۔ کہ اس گل کے ساتھ اتنے کانٹے لپٹے ہوئے ہیں اور اس طرح لپٹے ہوئے ہیں کہ پھول کو کانٹوں سے جدا کرنا بظاہر محال ہو گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک نظم میں خوب فرماتے ہیں کہ:۔

اگر عشاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تر یاق دامن
مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گل بے خار کم ہیں بوستاں میں

پھول بہر حال اچھی چیز ہے جو آنکھوں کو تراوت اور دل کو راحت بخشتی ہے لیکن پھول کیسا ہی اچھا ہو اس کے چبھنے والے کانٹوں سے بچنا پڑتا ہے یہی حال سینما کا ہے کہ اس کے مفید حصے بہر حال مفید ہیں اور ان حصوں کے دیکھنے میں قطعاً کوئی حرج نہیں اور نہ ہی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فتویٰ اس حصہ کے خلاف ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کی اچھی سے اچھی اور مفید سے مفید فلموں کے اندر بھی لوگوں کی بدمزاقی کی وجہ سے گندے حصے داخل کر دیئے جاتے ہیں اور اس طرح اخلاق کی تباہی کا رستہ کھولا جاتا ہے اگر کوئی فلم خالصتاً مفید معلومات پر مشتمل ہو خواہ وہ معلومات تاریخی حقائق پر مبنی ہوں یا جغرافیائی حقائق پر مبنی ہوں یا فنون جنگ کے حقائق پر مبنی ہوں یا طبی حقائق پر مبنی ہوں تو یقیناً ایسی فلم نہ صرف جائز ہو گی بلکہ میرے خیال میں علمی لحاظ سے ایک نعمت ہو گی بشرطیکہ اس کے اندر خلاف اخلاق باتوں کو شامل نہ کر دیا جائے۔ صدر انجمن احمدیہ نے خود ربوہ کے پہلے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی منظوری سے فلمی تصویروں کے لئے جانے کا انتظام کیا تھا۔ کیونکہ یہ جماعت کا ایک اہم تاریخی ریکارڈ تھا اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ایسی فلم کا دیکھنا کسی طرح بھی نقصان کا موجب یا اعتراض کا باعث ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ سینما کا دیکھنا اپنی ذات میں منع نہیں ہے اور نہ سینما کا وجود اپنی ذات میں ناجائز ہے۔ پس یقیناً اگر سینما کی کسی فلم کو خلاف اخلاق اور خلاف حیا حصہ سے پاک رکھا جا سکے تو وہ ایک بالکل جائز بلکہ مفید چیز ہو گی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کی خطرناک بدمزاقی اور خلاف اخلاق رجحانات نے اس مفید چیز کو گندہ بنا رکھا ہے اور یہی وہ خطرہ ہے جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو سینما سے روکا جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی فلم خالص تاریخی یا مناظر پر مشتمل ہو اور اس کے ساتھ کوئی خراب اخلاق حصہ شامل نہ کیا جائے تو اعتدال کی حد کے اندر رہتے ہوئے اسے دیکھا جا سکتا ہے اور جماعت کا کوئی فتویٰ اس کے خلاف نہیں ہے فافہم وتدبر وانما الاعمال بالنیات

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۱۶/۸/۴۹

خطبہ نمبر ۲۵

خطبہ جمعہ

الحمد للہ کہ ربوہ میں جلسہ سالانہ باوجود مخالف حالات کے نہایت کامیاب رہا۔

احباب کو قادیان کی طرح ربوہ میں بھی بار بار جانا چاہیئے

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ——— فرمودہ ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء بمقام لاہور

مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

ایک سابق خطبہ جو چھپنے سے رہ گیا تھا اب شائع کیا جاتا ہے۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

اس سال ہم اس جگہ پر کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کو آئندہ جماعت احمدیہ کا مرکز بنانے کی تجویز ہے۔ بظاہر حالات ہمیں اس جگہ پر اس سال جلسہ سالانہ کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ جیسا کہ میں نے اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا تھا۔ جماعت کے دوستوں نے مجھے کثرت سے لکھنا شروع کر دیا تھا کہ اس سال ربوہ میں جلسہ سالانہ کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ شدت کی گرمی کی وجہ سے لوگ وہاں ٹھہر نہیں سکیں گے اور پھر یہ فصلوں کے دن ہیں اور کٹائیوں کی وجہ سے لوگ کثرت سے اس جلسہ پر نہیں آسکیں گے پھر نئی جگہ ہے وہاں رہائش کا کوئی بندوبست نہیں پانی وغیرہ کی دقت ہے۔ یہ باتیں مجھے بھی نظر آتی تھیں۔ مگر میں جب سے قادیان سے آیا ہوں میں یہ جانتا تھا کہ

پانچ سالہ پیشگوئی

کے مطابق ۱۹۴۹ء کا جلسہ سالانہ ہم کسی ایسی ہی جگہ کریں گے جس کو ہم اپنا کہہ سکیں۔ چنانچہ اس دفعہ کے جلسہ سالانہ کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ کرسمس کی تعطیلات کی بجائے ایسٹر ہولیڈیز میں کیا جائے۔ لیکن جب جلسہ سالانہ کے ایسٹر ہولیڈیز میں کرنے کی تجویز ہو گئی۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس سال جلسہ سالانہ دسمبر کی بجائے اپریل میں منعقد ہو۔ تو لوگوں نے یہ وہم کرنا شروع کر دیا۔ کہ وہاں گرمی ہو گی۔ کھانے پانی اور رہائش کی دقت ہو گی۔ پہلے خیال تھا کہ ایسٹر کی تعطیلات مارچ میں ہوں گی۔ اور مارچ کا موسم اچھا ہوتا ہے زیادہ گرم نہیں ہوتا۔ لیکن جب ایسٹر کی تعطیلات اپریل میں نکلیں۔ یا یوں کہو کہ جب علم ہوا کہ ایسٹر کی تعطیلات اپریل میں ہوں گی تو لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہونا شروع ہوا کہ اس دفعہ وہاں جلسہ کرنا ناممکن ہے۔ لیکن جو امید ہمارے ذہن میں تھی۔ اس کے خلاف لوگ بہت زیادہ تعداد میں آئے۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ اس دفعہ جلسہ سالانہ پر

صرف دس ہزار آدمی آسکیں گے

کیونکہ ایک تو موسم اچھا نہیں تھا۔ گرمی زیادہ تھی پھر یہ فصلوں کا وقت تھا اور کٹائیاں ہو رہی تھیں۔ اور زمیندار کٹائی چھوڑ کر جلسہ پر نہیں آسکتے تھے۔ پھر بعض لوگ اس لئے بھی نہ آسکے کہ نئی جگہ ہونے کی وجہ سے وہاں رہائش کا مناسب انتظام نہ تھا۔ لیکن تقسیم پرچی سے جو اندازہ لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین ہزار پانچ سو کے قریب وہ عورتیں تھیں جن کے کھانے کا انتظام لجنہ اماء اللہ کے ماتحت کیا جاتا تھا۔ اور دس ہزار چھ سو کے قریب وہ پرچی تھی۔ جس کا انتظام مردوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ اس طرح یہ تعداد پندرہ ہزار کے قریب ہو جاتی ہے۔ لیکن ڈیڑھ ہزار کے قریب وہ لوگ تھے جو کھانے کی پرچی میں شمار نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ وہ جلسہ سننے کے لئے تو آجاتے تھے۔ مگر کھانے کے وقت واپس چلے جاتے تھے۔ مثلاً احمد نگر میں چھ سات سو آدمی ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ جلسہ سننے کے لئے آتے تھے۔ اور پھر چلے جاتے تھے۔ کھانا ربوہ میں نہیں کھاتے تھے۔ اسی طرح بعض لوگ چنیوٹ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ چنیوٹ میں بھی کافی احمدی بستے ہیں کچھ تو فسادات کے بعد وہاں آکر بس گئے ہیں اور کچھ وہاں کے باشندے ہیں۔ بہرحال سات آٹھ سو کے قریب ایسے لوگ تھے۔ جو چنیوٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور جلسہ سننے کے لئے روزانہ ربوہ آجاتے تھے۔ اور چلے جاتے تھے۔ وہاں کھانا نہیں کھاتے تھے۔ احمد نگر اور چنیوٹ کے علاوہ بعض دوسری جگہوں سے بھی لوگ صرف جلسہ کے وقت آتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دو سو آدمی لائلپور سے بھی ایسا آتا تھا۔ پھر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے کھانے کا اپنا انتظام کیا ہوا تھا۔

مثلاً سو کے قریب ہمارے ہی خاندان کے افراد تھے۔ جن کا کھانے کا اپنا انتظام تھا۔ اس طرح پندرہ سو سے دو ہزار تک ان لوگوں کی تعداد ہو جاتی ہے۔ جو لنگر کے انتظام کے ماتحت کھانا نہیں کھاتے تھے۔ بلکہ ان کا اپنا انتظام تھا۔ اس تعداد کو ملا کر

سترہ ہزار کے قریب

ایسے لوگ تھے۔ جو اس سال جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور ان مخالف حالات کے باوجود شامل ہوئے جن کے ہوتے ہوئے بعض لوگ کہتے تھے کہ اس سال وہاں جلسہ سالانہ نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ بعض مخالف ایسے تھے۔ جنہوں نے ان مخالف حالات کی وجہ سے یہ پیشگوئیاں کرنی شروع کر دی تھیں۔ کہ یہ جلسہ سالانہ اس سال نہیں ہو سکے گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنا خاص فضل نازل کیا۔ اور جلسہ ہوا اور صرف ہوا ہی نہیں بلکہ اس کامیابی کے ساتھ ہوا۔ کہ لوگ حیران رہ گئے۔ چنانچہ اتنے لوگوں کا وہاں آجانا تو حسن ظنی کے ماتحت بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جو تکلیفیں اور مشکلات وہاں تھیں۔ ان کے باوجود وہاں لوگوں کا رہنا۔ اور ان کو خوشی سے برداشت کرنا یہ ایسی چیز تھی۔ جو

تائید الٰہی

کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ مثلاً پہلے دن ہی سوا دو بجے رات تک بہت سے لوگ ایسے تھے جنہیں کھانا نہیں ملا تھا۔ مجھے ساڑھے بارہ بجے کے قریب یہ آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ ٹھہرو ابھی کھانا دیتے ہیں، ٹھہرو ابھی کھانا دیتے ہیں۔ میں نے ایک آدمی لنگر خانہ بھجوایا۔ اور اس طرح مجھے معلوم ہوا۔ کہ روٹیاں ابھی پہونچی ہی نہیں۔ کچھ روٹیاں پہونچی ہیں لیکن وہ بہت تھوڑے لوگوں کو مل سکی ہیں۔ میں خود

وہاں گیا۔ اور لنگر خانہ کے کارکنوں سے پوچھا۔ کہ روٹی کا ابھی تک کیوں انتظام نہیں ہو سکا۔ اس پر مجھے بتایا گیا کہ ہماری تمام کوششیں بالکل ناکام ہو چکی ہیں۔ اس میں کچھ منتظمین کا بھی قصور تھا کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ اس دفعہ ساٹھ تنور لگائے جائیں گے۔ لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ صرف چالیس تنور لگائے گئے ہیں۔ بہرحال چونکہ عام طور پر خیال یہ تھا کہ جلسہ پر بہت کم لوگ آئیں گے۔ اس لئے تنور کم لگائے گئے۔ باورچی بھی کم تھے۔

نتیجہ یہ ہوا۔

ان پر کام کا بوجھ زیادہ پڑا۔ گرمی کا موسم تھا جو شیڈ بنائے گئے تھے وہ کم تھے۔ پھر ایک طرف دیوار کھینچی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے ہوا نہیں آتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نو باورچی بے ہوش ہو گئے ان کو دیکھ کر باقی باورچیوں نے کام چھوڑ دیا۔ اور کہہ دیا کہ ہم اپنی جان کو مصیبت میں کیوں ڈالیں۔ اس وجہ سے نو دس بجے تک روٹی کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ بلکہ اس وقت تک انہیں کام کرنے کی طرف کوئی رغبت ہی نہ تھی۔ تھوڑے سے چاول ابالے گئے۔ اور وہ بچوں کو دیئے گئے پھر جوں توں کر کے روٹی کا انتظام کیا گیا۔ اور صبح کے پانچ بجے تک روٹی تقسیم ہوتی رہی۔ اور وہ بھی بہت تھوڑی تھوڑی۔ حالانکہ بعض لوگ ایسے بھی تھے، جنہیں دوپہر کو بھی کھانا نہیں ملا تھا۔ اور وہ رات بھی انہوں نے بغیر کھانے کے گزار دی مگر بجائے اس کے ان کی طبائع میں شکوہ پیدا ہوتا انہوں نے اس تکلیف کو بخوشی برداشت کیا پھر

دوسرا دن

بھی اسی طرح گزرا۔ دوسرے دن بھی کھانا تیار کروانے کی بظاہر کوئی صورت نہیں تھی۔ آخر میں نے افسروں کو سرزنش کی۔ اور انہیں مختلف تدابیر بتائیں اپنے بیٹوں کو اس کام پر لگایا۔ اور بالآخر بعض ایسی تدابیر نکال لی گئیں۔ جن کے ذریعہ اگر پیٹ بھر کر نہیں تو کچھ نہ کچھ کھانا ضرور مل گیا۔ مثلاً ہمارے ملک میں ایک آدمی کی عام غذا تین روٹی ہے۔ لیکن میں نے یہ فیصلہ کیا کہ بجائے تین تین روٹی کے دو دو روٹیاں دل

دی جائیں۔ پھر یہ تدبیر بھی اختیار کی گئی۔ کہ نانبائیوں سے ٹھیکہ کر لیا گیا۔ کہ اگر وہ اتنا کھانا تیار کر دیں تو انہیں مزدوری کے علاوہ انعام بھی دیا جائے گا۔ اس طرح اُن غریب آدمیوں نے لالچ کی وجہ سے کام کیا۔ اور ہمارے جلسہ کے دن گذر گئے۔ غرض ان تمام تکلیفوں کے باوجود ہمارے لوگوں کا بشاشت کے ساتھ وہاں بیٹھے رہنا بتاتا ہے۔ کہ یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے تھا۔

پانی کے لئے

جو ہم نے نلکے لگوائے تھے۔ وہ تمام ناکام گئے۔ البتہ پانی کے لئے جو سرکاری انتظام کیا گیا تھا۔ اس سے بہت کچھ فائدہ ہوا۔ لیکن پانی استعمال کرنے کی ہمارے لوگوں کو جتنی عادت ہوتی ہے۔ اتنا پانی پھر بھی مہیا نہ ہو سکا۔ رہائش کی یہ حالت تھی۔ کہ جو بارکوں میں ساڑھے چار ہزار عورتوں کو رکھا گیا تھا۔ اُن کے متعلق دیکھنے والا یہ تسلیم ہی نہیں کرتا تھا۔ کہ ان بیرکوں میں اتنی عورتیں رہ سکتی ہیں۔ جن بیرکوں میں عورتوں کو ٹھہرایا گیا تھا۔ وہ کل سولہ تھیں۔ اُن میں اگر لوگوں کو پاس پاس بھی سلا دیا جائے۔ تو صرف دو ہزار آدمی آ سکتا ہے۔ لیکن جلسہ پر جو عورتیں وہاں ٹھہری تھیں۔ وہ ساڑھے چار ہزار کے قریب تھیں۔ یہ اس طرح ہوا کہ انہوں نے سامان اندر رکھ دیا۔ اور آپ باہر سو کر گذارہ کر لیا۔ مردوں کا حال اس سے بھی بُرا تھا۔ تمام مرد بارکوں کے اندر سو نہیں سکتے تھے۔ اس لئے مردوں کو عورتوں سے زیادہ تکلیف ہوئی۔ کچھ گنجائش اس طرح بھی نکل آئی کہ میری تحریک کے ماتحت بعض دوست اپنے ساتھ بانس، کیلے اور سُتلی لے آئے۔ اور خود خیمے لگا کر انہوں نے جلسہ کے دن گذارے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی یہ تحریک کر دی گئی تھی۔ چنانچہ میں نے جب جلسہ کے انتظامات دیکھنے کے لئے چکر لگایا تو بہت سے خیمے لگے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ سوا ڈیڑھ سو کے قریب ہوں گے۔ پھر کچھ لوگ چنیوٹ ٹھہر گئے۔ اور کچھ لوگ احمد نگر ٹھہر گئے۔ اور اس طرح گزارہ ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود مخالف حالات اور مختلف تکالیف اور مشکلات کے

خدا تعالیٰ کی وہ خبر

جس کو میں پہلے تعبیری طور پر سمجھتا تھا۔ عملی طور پر بھی ثابت ہو گئی۔ اور وہی لوگ۔ جو خیال کرتے تھے کہ اس سال جلسہ سالانہ نہیں ہو سکے گا۔ انہیں بھی اقرار کرنا پڑا۔ کہ اس جگہ رہائش کرنے کی وجہ سے لوگوں کی صحت پر بُرا اثر نہیں پڑا۔ بلکہ اچھا اثر ہی پڑا ہے۔ اندھیریاں سارا دن چلتی رہتی تھیں۔ اور گرد سارا دن آنکھوں میں پڑتی تھی۔ لیکن لاہور میں میری آنکھوں کا یہ حال تھا۔ کہ مجھے آنکھوں میں اتنی تکلیف تھی۔ ....

کہ مجھے کئی بار دوائی لگوانی پڑتی تھی۔ درد کی وجہ سے مجھے شبہ ہو گیا تھا۔ کہ کہیں کوئی بیماری ہی نہ ہو دن میں چار یا پانچ دفعہ مجھے لوشن ڈلوانا پڑتا تھا۔ تب جا کر کہیں میری حالت قابلِ برداشت ہوتی تھی لیکن ربوہ میں تو دن کے قیام میں مجھے صرف دو دفعہ لوشن ڈلوانا پڑا۔ اور پہلے سے میری آنکھیں اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ حالانکہ سارا دن مٹی آنکھوں میں پڑتی رہتی تھی۔ اسی طرح وہاں کے پانی کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹ

یہ تھی کہ وہ زہریلا ہے۔ اور انسان کے پینے کے ناقابل ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ بجائے اس کے کہ وہ پانی ہم پر کوئی بُرا اثر ڈالے۔ اچھا اثر ڈالتا رہا۔ وہ بدمزہ ضرور تھا۔ ایک دن ایسا ہوا۔ کہ میں نے مقابلہ میں پانی پی لیا یعنی دو گلاس پانی میں نے پہلے پی لیا۔ اور پھر دونوں نلکوں کا پانی پی لیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قریباً سوا گھنٹے تک منہ کا ذائقہ خراب رہا۔ لیکن باوجود اس کے کہ ڈاکٹری رپورٹ اس پانی کے متعلق یہ تھی۔ کہ وہ انسان کے پینے کے قابل نہیں۔ اُس پانی نے بجائے تکلیف پہنچانے کے ہمیں فائدہ پہنچایا۔ جب میں لاہور سے گیا۔

میرے معدہ میں

سخت تکلیف تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے میری انتڑیوں پر فالج گر رہا ہے۔ لیکن وہاں میری طبیعت اچھی ہو گئی۔ اجابت بھی اچھی ہوتی رہی صرف آخری دن اسہال آنے شروع ہو گئے۔ اور بیس کے قریب اسہال آئے۔ لیکن باقی دنوں میں میری طبیعت اچھی رہی۔ میری بیوی اُم ناصر نے بتایا۔ کہ یہاں لاہور میں میں ایک وقت کھانا کھایا کرتی تھی۔ لیکن ربوہ میں دونوں وقت کھانا کھاتی رہی۔ آج لاہور واپس آ کر پھر ایک دفعہ کھانا کھا رہی ہوں۔ اسی طرح کئی دوستوں نے بتایا۔ کہ ربوہ کے پانی نے ان کی صحتوں پر اچھا اثر ڈالا ہے۔ اور باوجود گرد و غبار اُڑنے کے ان کی آنکھوں کو آرام آ گیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں واپس آ کر میری آنکھوں میں پھر تکلیف شروع ہو گئی۔ یہاں آ کر میں دو تین دفعہ دوائی ڈلوا چکا ہوں غرض خدا تعالیٰ نے

محض اپنے فضل سے

ایسے سامان کر دیئے کہ بجائے اس کے کہ اچھا کھانا نہ ملنے کی وجہ سے ہماری صحت پر کوئی بُرا اثر پڑتا ہماری صحت پر اچھا اثر پڑا۔ بجائے اس کے کہ وہاں پانی اچھا نہ ملنے کی وجہ سے ہماری صحتوں پر بُرا اثر پڑتا۔ ربوہ کے پانی نے ہماری صحتوں پر اچھا اثر ڈالا۔ بجائے اس کے کہ گرد و غبار اُڑنے کی وجہ سے ہماری آنکھیں خراب ہوتیں۔ ہماری آنکھیں پہلے سے بھی اچھی ہو گئیں۔ وہاں کے قیام میں آنکھوں میں اتنی گرد پڑی۔ کہ اگر سال بھر کی گرد کو جمع کیا جائے تو اتنی نہ ہو گی۔ لیکن اس گرد و غبار نے ہماری آنکھوں کو اور بھی منور کر دیا۔ اسی طرح روٹیوں اور سالن

کے مہیا کرنے میں بہت سی مشکلات تھیں لیکن وہی روٹیاں جو کچی ہوتی تھیں۔ بجائے اس کے کہ ہمارے معدوں کو خراب کرتیں اُن کے کھانے سے ہمارے معدوں میں اور زیادہ طاقت محسوس ہونے لگ گئی۔ پھر علاقہ نیا تھا۔ اور اس وجہ سے بھی بعض فتنوں کا احتمال تھا۔ مگر اس میں بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوا۔ اور وہاں تبلیغ کثرت سے ہوئی۔ قادیان کے جلسوں پر ضلع جھنگ کے صرف چالیس پینتالیس آدمی آیا کرتے تھے۔ لیکن اس جلسہ پر سب سے زیادہ آنے والے

جھنگ کے لوگ تھے

لجنہ اماء اللہ نے جو عورتوں کی تعداد کے متعلق ضلعوار رپورٹ دی۔ اس کے مطابق جلسے پر آنے والی ایک ہزار عورتیں ایسی تھیں جو ضلع جھنگ سے آئی تھیں۔ چونکہ ہم [illegible] گئے تھے۔ اور گرد کے لوگوں نے ہمارے متعلق باتیں سُنی تو وہ جلسہ پر آ گئے۔ اس طرح تبلیغ کے لئے ایک اور رستہ نکل آیا میرے ایک عزیز لالیاں میں ٹھہرے ہوئے تھے ربوہ میں چونکہ رہائش کا خاص انتظام نہیں تھا۔ اس لئے وہ لالیاں ٹھہر گئے۔ اور ڈاک بنگلہ ریزرو کروا لیا۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ جب وہ اسٹیشن پر رخصت ہونے لگے۔ تو ایک پٹھان شور مچا رہا تھا۔ وہ پٹھان قادیان نہیں آیا تھا۔ لیکن ربوہ کا جلسہ اُس نے دیکھا تھا۔ چونکہ یہ لوگ اسلامی ممالک کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اسلامی باتوں کا ان کے دلوں پر اچھا اثر ہوتا ہے۔ اُس عزیز نے بتایا۔ کہ وہ پٹھان شور مچا رہا تھا۔ کہ ایسا جلسہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اور نہ ایسی تقریریں ہم نے پہلے سنی ہیں۔ اُس کے پاس کوئی مولوی طرز کا ایک آدمی کھڑا تھا۔ اُس نے کہا یہ لوگ تو کافر ہیں۔ ان کا جلسہ کیا۔ اور ان کی تقریریں کیسی۔ اُس نے کہا۔ وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ وہ تو سو بکرا روز کھلاتا ہے وہ کافر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ اسلامی تہذیب کا اثر تھا۔ جو اُس پٹھان کی طبیعت پر ہوا۔ پٹھان

ایک مہمان نواز قوم

ہے۔ اس نے جب جلسہ پر مہمان نوازی کا انتظام دیکھا تو اس کی طبیعت پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اسی طرح پونچھ کے علاقہ کی ایک عورت میری ایک بیوی کے پاس آئی۔ پہاڑی علاقہ کے لوگ عام طور پر مہمان نواز ہوتے ہیں لیکن وہ ایسے علاقہ کی تھی۔ جو مہمان نواز نہیں تھا۔ وہ عورت میری ایک بیوی کے پاس آئی ان سے کہا کہ ہمارے ہاں تو مہمان آئے۔ تو چارپائی اُلٹ دیتے ہیں۔ اور مہمان کو کھانا نہیں کھلاتے۔ آپ تو ساروں کو کھانا دیتے ہیں۔ بہر حال نئی جگہ اور نیا علاقہ ہونے کی وجہ سے نئے نئے لوگوں کو ہماری باتیں سننے کا موقعہ ملا۔ میں لاہور والوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں (اگرچہ یہ بات میری عقل میں نہیں آتی) کہ

لاہور اس دفعہ سیکنڈ رہا

ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے جو عورتوں کی تعداد مجھے دی گئی ہے۔ اس کے مطابق ۹۷۵ عورتیں لاہور کی تھیں۔ یہ بات میں نہیں سمجھ سکا کہ اتنی عورتیں کہاں سے آئیں۔ دو اڑھائی سو تک تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔ اتنی عورتیں تو قادیان کی مہاجر عورتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ساڑھے چھ سو کی تعداد باقی رہ جاتی ہے۔ اور اگر ۹۷۵ عورتیں لاہور کی تھیں۔ تو جلسہ میں مرد بھی شامل ہوتے تھے اگر اُن کی حاضری کی بھی یہی نسبت تھی۔ تو پھر لاہور کا ضلع حاضری کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر آ جاتا ہے۔ سرگودھا۔ لائلپور۔ اور سیالکوٹ کے ضلع اپنی احمدی آبادی کے لحاظ سے بہت کم شامل ہوئے۔ ان اضلاع سے آنے والے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ [illegible] کے لحاظ سے ان ضلعوں سے آنے والے بہت کم لوگ تھے۔ ضلع سرگودھا سے آنے والوں کی تعداد باقی دو اضلاع سے نسبتاً زیادہ تھی۔ اور لائلپور اور سیالکوٹ کی تعداد بہت پیچھے تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ہمارے جلسہ کو

نہایت کامیابی سے گذارا

اس میں شبہ نہیں۔ کہ وقت کی کمی کی وجہ سے اور خرابی صحت کی وجہ سے میری تقریر مکمل نہ ہو سکی تقریر کے بعض حصے رہ گئے۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو میں ان حصوں کو مضمون کی صورت میں شائع کرا دوں گا۔ آئندہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اور ہمیں اپنے ارادوں کی تکمیل کی توفیق مل گئی۔ تو اگلا جلسہ سالانہ دسمبر کے ایام میں ہو گا۔ اگلے جلسہ سالانہ میں اب صرف آٹھ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ پس اس کے لئے بھی ابھی سے ہماری جماعت کو تیار رہنا چاہیئے۔

میں نے جلسہ پر جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ

دوستوں کو چاہیئے

جس طرح وہ قادیان بار بار آیا جایا کرتے تھے

اعلان

تحصیل [illegible] ضلع جھنگ میں مرزا احسام الدین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بی وریام ڈاکخانہ [illegible] کلاں مقرر ہیں۔ ان دونوں تحصیلوں کی جماعتیں اور احمدی افراد مرزا صاحب سے خط و کتابت کریں۔ اور ان سے تبلیغی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ (انچارج بیعت)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا کریں۔ (ایڈیٹر)

اس طرح وہ ربوہ میں بھی بار بار آیا جایا کریں۔ اس سے کئی فائدے ہوں گے۔ ایک تو اجتماعی طور پر مل جانے سے روحانیت میں جلا پیدا ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ جب مل کر بیٹھتے تھے۔ تو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے۔ کہ آؤ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتیں کریں۔ تا جلا پیدا ہو۔ دوسرے کام کرنے والوں کے اندر بیداری پیدا ہوگی۔ یہاں ہماری یہ صورت تھی۔ کہ ہمارے پاس دفاتر کے لئے کافی جگہ نہیں تھی۔ اس لئے ایسی کوئی صورت نہیں تھی۔ کہ یہاں آنے والے لوگ بیٹھ سکیں۔ اب وہاں ناظروں کے الگ الگ کمرے ہوں گے۔ اور آنے جانے والوں کے لئے سہولت پیدا کر دی جائے گی۔ پھر جب لوگ وہاں جائیں گے۔ تو کارکنوں کے اندر احساس پیدا ہوگا۔ کہ جماعت ہمارے کاموں کو دیکھ رہی ہے۔ ہمیں اچھی طرح سے کام کرنا چاہیئے تیسرے ارد گرد کے لوگوں پر بھی اس کا اثر ہوگا۔ جیسے میں نے اس پٹھان کی بات سنائی ہے۔ لوگوں کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا۔ کہ ان لوگوں کو

اپنے مرکز کی طرف میلان

اور توجہ ہے۔ اور یہ لوگ عموماً یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کی مدد کرتے۔ اور آپس میں تعاون پیدا کرنے سے ان کے اندر یہ احساس پیدا ہو جائیگا۔ کہ یہ کام کرنے والی جماعت ہے۔ اور ان سے ملنا اور ان سے تعلق رکھنا دنیوی اور دینی دونوں رنگ میں بہتر ہے۔ اس دفعہ جلسہ کے لئے سب سے بڑی دقت پانی کی تھی۔ جب یہ فیصلہ ہوا کہ جلسہ اپریل میں ہوگا۔ اور ربوہ میں ہوگا۔ تو ہم نے اس دفعہ اس کام پر دس ہزار روپیہ لگایا جس میں سے چار ہزار روپیہ کی رقم ایسی ہے۔ جو ہمارے پھر بھی کام آسکتی ہے۔ باقی چھ ہزار روپیہ ایسا ہے جو ہم نے

پانی مہیا کرنے پر خرچ

کیا۔ ایک ہزار روپیہ تو بورنگ کے لئے ہم گورنمنٹ کو دے چکے ہیں لیکن بورنگ بھی تک کامیاب نہیں ہو سکا۔ اب بعض اور ذرائع کا بھی پتہ چلا ہے۔ ہم کوشش کریں گے۔ کہ کسی نہ کسی طرح پانی مہیا کیا جاسکے۔ ورنہ نہر سے یا دریا سے پانی لینے کی کوشش کی جائے گی۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی نہ کوئی ایسا سامان کر دے گا۔ کہ ہمیں پانی میسر آجائیگا۔ اور اس کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

جلسہ کے اختتام کے بعد جس دن ہم ربوہ سے واپس چلے۔ (یعنی ۲۱ اپریل ۱۹۴۹ء بروز جمعرات) مجھے

ایک الہام ہوا

میں جانتا ہوں۔ کہ مخالف اس سے اور بھی چڑیں گے۔ اور شور مچائیں گے۔ میں نے جب افتتاحی تقریر میں دعا کی تھی۔ تو چنیوٹ والوں نے شور مچایا تھا۔ کہ یہ اپنے آپ کو ابراہیم قرار دیتے۔ اور اسماعیل بنتے ہیں۔ حالانکہ ہم تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ خواہ چڑیں یا برا منائیں۔ ہم نے تو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہی بننا ہے وہ اگر چاہیں۔ تو اپنے آپ کو برے لوگوں سے تشبیہ دے لیا کریں۔ اب بھی شاید وہ چڑیں۔ مگر ہم خدا تعالیٰ کی باتوں کو چھپا نہیں سکتے۔

غرض میں نے جس دن ربوہ سے واپس آنا تھا۔ جانے والوں کی اکثر سواریاں ٹرین کے ذریعہ آئیں۔ اور میں موٹر کے ذریعہ آیا۔ اس سے ایک تو پیسے کی بچت ہوگئی۔ کیونکہ اگر میں موٹر پر نہ آتا۔ تو موٹر نے خالی آنا تھا۔ دوسرے وقت کی بچت ہوگئی۔ میں تین چار مستورات اور دفتر پرائیویٹ سکرٹری کے چند آدمی ہم موٹر پر آگئے۔ اور باقی افراد ٹرین کے ذریعہ۔ پہلے ٹرین لیٹ تھی۔ اور اس کے آنے میں دیر ہوگئی۔ اور یقین ہوگیا۔ کہ یہ گاڑی لاہور کو جانے والی گاڑی کو نہیں پکڑ سکے گی۔ اس لئے ہم نے سب سواریوں کو واپس بلا لیا۔ کہ سب کو لاریوں میں لے جائیں گے لیکن جب ٹرین آئی۔ تو ایک انسپکٹر جو ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ کچھ ڈبے لاہور سے اگلے جنکشن پر آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کے لئے ریزرو ہیں۔ اس لئے اگلی گاڑی ان سواریوں کو لئے بغیر نہیں چلے گی۔ اس اطلاع پر پھر سواریوں کو ٹرین کے ذریعہ بھیج دیا گیا۔ جب ٹرین چلی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کا کھانا رہ گیا ہے۔ چنانچہ کھانا موٹر کے ذریعہ چنیوٹ بھجوایا گیا۔

اب صورت یہ تھی

کہ جب تک موٹر واپس نہ آئے۔ میں لاہور نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے میں لیٹ گیا۔ اور مجھ پر ایک غنودگی سی طاری ہوگئی۔ اس نیم غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔ ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

میں نے اسی حالت میں سوچنا شروع کیا۔ کہ اس الہام میں "جاتے ہوئے" سے کیا مراد ہے۔ اس پر میں نے سمجھا۔ کہ مراد یہ ہے۔ کہ اس وقت تو پانی دستیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے زمزم پھوٹ پڑا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کوئی ایسی صورت پیدا کر دیگا۔ کہ جس سے ہمیں پانی با فراط میسر آنے لگیگا۔ اگر پانی پہلے ہی مل جاتا۔ تو لوگ کہہ دیتے۔ کہ یہ وادی بے آب وگیاہ نہیں۔ یہاں تو پانی موجود ہے۔ پھر اس وادی کو بے آب وگیاہ کہنے کے کیا معنے۔ اب ایک وقت تو پانی کے بغیر گذر گیا۔ اور باوجود کوشش کے ہمیں پانی نہ مل سکا۔ آئندہ خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کر دیگا۔ کہ جس سے ہمیں پانی مل جائے گا۔ اس لئے فرمایا۔ کہ ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

"پاؤں کے نیچے" سے مراد یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے

اسماعیل قرار دیا ہے

جس طرح وہاں اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے پانی بہہ نکلا تھا۔ اسی طرح یہاں خدا تعالیٰ میری دعاؤں کی وجہ سے پانی بہا دیگا۔ یہ ایک محاورہ ہے جو محنت کرنے اور دعا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ تا ہمیں پانی مل سکے۔ لیکن ہم اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ اب خدا تعالےٰ نے میرے منہ سے یہ کہلوا دیا۔ کہ پانی صرف تیری دعاؤں کی وجہ سے نکلے گا۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ پانی کب نکلے گا۔ اور کس طرح نکلے گا۔ لیکن بہر حال یہ الہامی شعر تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کر دے گا۔ جس کی وجہ سے وہاں پانی کی کثرت ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس شعر میں حضور اور جناب دو لفظ اکٹھے کہے گئے ہیں۔ جو عام طور پر اکٹھے استعمال نہیں ہوتے۔ لیکن چونکہ یہاں ادب کا پہلو مراد ہے۔ اس لئے "آپ" کے لفظ کی بجائے یہاں حضور اور جناب کے لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ پہلے کا مطلب یہ ہے۔ کہ پانی وافر ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے

کہ یہ الہام کس رنگ میں پورا ہوگا۔ ممکن ہے ہمیں نہر سے پانی مل جائے۔ یا دریا سے پانی لے لیا جائے۔ یا ہمیں کوئی اور جگہ مل جائے۔ جہاں پانی ہو۔ اور اس وقت تک ہمیں اس کا علم نہ ہو۔ بہر حال یہ نہایت ہی خوش کن الہام ہے۔ اور یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کی تائید کرتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ یخرج ھمہ و غمہ دوحۃ اسماعیل (تذکرہ صفحہ ۵۳۹) یعنی خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم اور فکر اور دعاؤں کی وجہ سے ایک اسماعیلی درخت پیدا کرے گا۔ وہ دوحۃ اسماعیل میں ہی ہوں۔ اور اس سے بھی ہجرت کی خبر نکلتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ تیری اولاد میں سے ایک ایسا شخص پیدا کریگا جو ایک بے آب وگیاہ وادی میں آبادی کے سامان پیدا کریگا۔ پہلے تو ہم اس کی قیاسی تشریح کرتے تھے۔ لیکن اب خدا تعالےٰ نے میرے ذریعہ عملی طور پر اس کی تشریح کر دی۔ اور مجھے اسماعیل قرار دیتے ہوئے فرما دیا۔ کہ ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

یعنی جہاں میرا پاؤں پڑا۔ خدا تعالےٰ نے وہاں پانی بہا دیا۔ پس یہ

اللہ تعالےٰ کا ایک زبردست نشان

ہے۔ جو پورا ہوا۔ اور بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور جیسا کہ خدائی کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ بہت سے اور نشانات اس نشان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ وہ احمدیت کو توڑ دیں گے۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ احمدیت کو کچل دیں گے۔ انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ یہ جماعت اپنے مرکز سے علیحدہ ہو کر ٹوٹ جائے گی۔ لیکن یہ جماعت وہ جماعت نہیں جس کو کوئی انسان کچل سکے۔ خدا تعالےٰ نے بعض اس قسم کے

حیوانی کیڑے

پیدا کئے ہیں۔ کہ اگر انہیں کاٹ دیا جائے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ مر جائیں۔ جیسے انسان مر جاتا ہے۔ یا بکرے کو کاٹ دیا جائے۔ تو وہ مر جاتا ہے۔ گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ گھوڑا وغیرہ جانوروں کو درمیان سے کاٹ دیا جائے۔ تو وہ مر جاتے ہیں۔ ان کا اگر دھڑ کاٹ دیا جائے۔ تو وہ مرتے نہیں۔ بلکہ ان کے دھڑ کے دونوں حصے

دو پورے وجود

بن جاتے ہیں۔ ایک آدھا حصہ ایک طرف پورا جانور بن جاتا ہے۔ اور دوسرا آدھا حصہ دوسرا جانور بن جاتا ہے۔ یہی صورت

قادیان جانے کے لئے اپنا نام پیش کرنیوالے دوست توجہ کریں

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

(۱) جن دوستوں نے قریباً ایک سال ہوا۔ قادیان جانے کے لئے اپنے نام پیش کئے تھے۔ اور پھر کانوائے کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے وہ نہیں جا سکے۔ اور اس کے بعد پرمٹ سسٹم جاری ہو جانے پر انکی طرف سے درخواستیں بھی پُر کر کے متعلقہ محکمہ میں بھجوائی جا چکی ہیں۔ وہ مہربانی کر کے اپنے موجودہ پتوں سے بہت جلد اطلاع دیں۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق بلائے جانے پر قادیان جانے کے لئے تیار رہیں۔

(۲) اس کے علاوہ اگر کوئی مزید دوست قادیان جانے کے لئے اپنا نام پیش کرنا چاہتے ہوں۔ تو وہ بھی دفتر ہذا کو اطلاع دیکر ممنون کریں۔ لیکن یہ خیال رہے۔ کہ یہ جانا مستقل رہائش کی غرض سے ہوگا۔ تاکہ جو دوست قادیان سے واپس آنے والے ہیں انہیں فارغ کیا جا سکے۔ اس غرض کے لئے زیادہ تر قادیان اور اس کے ماحول کے دوستوں کو درخواست دینی چاہیئے۔ دنیا کے دھندوں سے فارغ ہو کر قادیان کے خالص دینی اور روحانی ماحول میں زندگی گذارنے اور خدمت مرکز بجا لانے کا یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ گو یہ انتظام بہر حال حکومت کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی ہو سکے گا۔ فی الحال صرف فہرست مکمل کرنے کا سوال ہے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور

خداتعالیٰ کے قائم کردہ

ابتدائی نسلوں کی ہوتی ہے۔ قومیں جب بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ جب ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مر جاتی ہیں۔ لیکن انبیاء کے ذریعہ ان کی ابتداء ہوتی ہے تو وہی قومیں ابتدائی کیڑوں کی طرح ہو جاتی ہیں۔ ان کا دھڑ اگر درمیان سے کاٹ دیا جائے تو بجائے اس کے کہ وہ مر جائیں ان کے دونوں حصے الگ الگ پورا وجود بن جاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ یہ قوم کاٹنے سے ہرگز نہیں مرے گی۔ بلکہ کاٹنے سے اس کے ایک وجود کی بجائے دو وجود بن جائیں گے۔ اور پھر دو سے چار وجود بنجائیں گے اور اسی طرح یہ قوم ترقی کرتی چلی جائے گی۔ بہر حال خداتعالیٰ کے اور بہت بڑے بڑے نشانات ہیں جو ہمارے اس ابتلاء سے وابستہ ہیں۔ اگر تم اپنے اندر ایمان کی زیادتی پیدا کرو اگر تم اپنے

تقویٰ میں زیادتی

پیدا کرو تو تم خداتعالیٰ کے ان نشانات کو دیکھ کے تم اپنے ایمان کو تازہ کرو گے۔ اپنی اولاد کے ایمان کو تازہ کرو گے اور دوسروں کو اپنی طرف کھینچ کر لانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

مومن کا کام اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہوتا ہے کام تو خداتعالیٰ کرتا ہے لیکن ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم وہی کچھ کریں۔ ہم وہی کچھ سوچیں اور ہم وہی کچھ کہیں جو خداتعالیٰ نے کہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب

آتھم کے متعلق پیشگوئی

فرمائی۔ اور پیشگوئی کی میعاد گذر گئی۔ میں اس وقت چھ سات سال کی عمر کا تھا۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے جس جگہ قادیان میں بکڈپو ہوا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ والے کمرہ میں ہم موٹر کھڑا کرتے تھے۔ اور اس کے مغرب والے کمرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ پہلے درس دیا کرتے تھے یا مطب کیا کرتے تھے۔ آخری ایام میں مولوی قطب الدین صاحب مرحومؓ وہاں مطب کرتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ پھر ایک کوٹھڑی تھی جس میں کتابیں رکھی ہوتی تھیں۔ اور جس کمرے میں اب موٹر ہوتے تھے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پریس تھا اور اس کمرے میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مطب فرمایا کرتے تھے۔ فرمہ بندی ہوجاتی تھی اور پھر کوٹھڑی میں کتابیں رکھ دی جاتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے بعض شاگرد بھی وہاں رہا کرتے تھے اور چونکہ ان دنوں بہت کم لوگ ہوا کرتے تھے اس لئے عام طور پر جو لوگ وہاں آتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ

کے شاگرد بن جاتے تھے۔ یہی مدرسہ تھا۔ اور حضرت خلیفہ اولؓ ہی پڑھایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ وہ لوگ آپ کے شاگرد بھی ہوتے تھے اور سلسلہ کے خادم بھی ہوتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں چھوٹا سا تھا کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا وقت پورا ہوا۔ غالباً یہ ۹۴ء کے آخر یا ۹۵ء کے شروع کی بات ہے۔ میں اس وقت ساڑھے پانچ یا چھ سال کا تھا۔ ابھی تک وہ نظارہ مجھے یاد ہے۔ اس وقت تو میں اسے نہیں سمجھتا تھا۔ کیونکہ میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ لیکن اب واقعات سے میں سمجھتا ہوں کہ جس دن آتھم کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا آخری دن تھا۔ یعنی پندرہ مہینے ختم ہونے تھے۔ اس دن اتنا کہرام مچا ہوا تھا کہ لوگ رو رو کر چیخیں مار رہے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خدایا آتھم مر جائے۔ یہ عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے کی بات ہے۔ پھر نماز کا وقت ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز پڑھائی۔ اور نماز کے بعد آپ مجلس میں بیٹھ گئے۔ گو اس عمر میں میں باقاعدہ مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کبھی مجلس میں بیٹھ جاتا تھا۔ اس دن میں بھی مجلس میں بیٹھ گیا اس دن جو لوگ

رو رو کر دعائیں

کر رہے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے فعل پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا۔ کیا خداتعالیٰ سے بھی بڑھ کر کسی انسان کو اس کے کلام کے لئے غیرت ہو سکتی ہے۔ خداتعالیٰ نے جب یہ بات کہی ہے کہ ایسا ہوگا تو ہمیں ایمان رکھنا چاہیئے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ اور اگر ہم نے خداتعالیٰ کی بات کو غلط سمجھا ہے تو خداتعالیٰ اس بات کا پابند نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری غلطی کے مطابق فیصلہ کرے ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ جب ہم نے ایک شخص کو راستباز مان لیا ہے تو اس کی باتوں پر یقین رکھیں غرض مومن کا کام یہ ہے کہ وہ خداتعالیٰ پر توکل کرے۔ خداتعالیٰ کی بات بہر حال پوری ہو کر رہتی ہے

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ نہ ہو سکا۔ تو اس سے حضرت عمرؓ کو سخت صدمہ ہوا آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا یہ کیا ہوا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا عمرؓ یہ بتاؤ۔ یہ آدمی سچا ہے یا نہیں۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ یہ آدمی سچا ہے تو پھر اس گھبراہٹ کے کیا معنے ہیں۔ بہر حال جو کچھ وہ کہتا ہے وہی ٹھیک ہے۔ ویسا ہی ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ کی کتب فتح اسلام اور توضیح مرام شائع ہوئیں۔ تو اس وقت میں جموں میں تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکا تھا۔ میرے غیر احمدی دوست مجھے ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ آپ نے مرزا صاحب کو ماننے میں غلطی کی ہے۔ ان میں سے ایک لاہور آیا اور امرتسر سے جہاں وہ کتابیں چھپ رہی تھیں ان کے بعض فرمے لے گیا۔ اور جموں واپس جا کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ اب میں نورالدینؓ کو نوبہ کروں گا۔ اب میں ایسا سامان لایا ہوں کہ وہ بچ نہیں سکتا۔ ان کا خیال تھا کہ مرزا صاحب نے چونکہ

ماموریت من اللہ اور نبی

ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور مولوی نورالدین صاحبؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت عشق ہے اس لئے وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکیں گے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور وہ فوراً اپنے خیالات کو چھوڑ دیں گے۔ وہ شخص مجلس میں اپنے دوستوں سمیت آیا۔ کتاب کے ورق اس کی جیب میں تھے۔ وہ سب آپس میں مسکرا مسکرا کر باتیں کرنے لگے اور مجھے کہا کہ ہم نے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے مجھے یہ وہم بھی نہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا کہیں لکھا ہے کہ آپ ماموریت من اللہ اور نبی ہیں۔ میں نے اصولی طور پر انہیں جواب دیا اور کہا کہ یہ تو اس شخص پر منحصر ہے جس نے دعویٰ کیا ہے۔ ہمیں پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ ہے کیسا اگر وہ راستباز ہے تو پھر جو کچھ وہ کہتا ہے

ٹھیک کہتا ہے

اور اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ خواہ چھوٹی سی بات بھی کہے تو وہ جھوٹی ہے۔ انہوں نے کہا۔ قرآن کریم میں تو لکھا ہے اور حدیثوں میں بھی آتا ہے اور آپ کا بھی عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں نے کہا اگر وہ شخص واقعہ میں راستباز ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے اور میرا عقیدہ غلط ہے۔ اس پر انہوں نے کہا یہ تو بالکل ہی گیا گذرا ہے یہ اب واپس نہیں آسکتا۔ لیکن یہ ایک سیدھا سادھا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص تعصب سے بالکل خالی ہو کر دیکھے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص واقعہ میں سچا اور راستباز ہے تو اس کی ہر بات سچی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ راستباز بھی ہو اور غلط باتیں بھی کہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں اور راستباز ہیں تو آپ نے جو کچھ کہا پورا ہو کر رہے گا۔ جو واقعات زمانہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے کان جھوٹے ہیں۔ ہماری آنکھیں جھوٹی ہیں۔ مگر خداتعالیٰ کی بات سچی ہے۔ پھر یہاں تو خداتعالیٰ نے صرف اتنی بات ہی نہیں رکھی بلکہ کثرت سے مجھے بھی اس نے خبریں دیں جن سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان باتوں کا کہنے والا کوئی پاگل اور جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہم نے کوئی بات غلط سمجھی ہو تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا خیال غلط ہے۔ سچے کی بات بہر حال سچی ہوگی ورنہ وہ راستباز کیسے کہلا سکتا ہے۔ ان پیشگوئیوں کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ یقیناً

وہ زمانہ آنے والا ہے

کہ وہی چیز جو دنیا کی نظروں میں ناممکن نظر آتی ہے ممکن نظر آنے لگ جائے گی بلکہ لوگ یہ کہنے لگ جائیں گے کہ ایسا تو ہونا ہی تھا۔ کیونکہ حالات ہی اس قسم کے تھے۔ مثلاً آج سے سات آٹھ سال پہلے کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ ہندوستان تقسیم ہو جائیگا کیا کوئی یہ کہہ سکتا تھا کہ لوگ ہتھیاروں کے ساتھ ایک دوسرے پر حملے کریں گے اور قادیان سے احمدیوں کو نکلنا پڑے گا آج سے چند سال پہلے کوئی مان ہی نہیں سکتا تھا کہ کسی دن ملک تقسیم ہوگا۔ لیکن وہ بات جو ناممکن تھی وہ وقوع میں آئی اور پیشگوئیوں کے مطابق پوری ہوئی۔ اور اپنی تفصیلات کے ساتھ ہوئی

پس وہ خدا جس نے جب دنیا نہیں سمجھ سکتی تھی کہا تھا کہ ہندوستان تقسیم ہوگا۔ احمدیوں کو قادیان چھوڑ کر آنا پڑے گا۔ خون خرابہ ہوگا۔ اور جو اس نے کہا تھا وہ ہو گیا۔ وہی خدا اب جب یہ کہتا ہے کہ احمدی پھر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے وہ پھر

ایک مرکز میں جمع ہو کر

دنیا پر غالب آجائیں گے اور دنیا کو فتح کرلیں گے تو یہ بات بھی اسی طرح ہی پوری ہوگی جس طرح اس کی پہلی باتیں پوری ہوئیں۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کا انتخاب

قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کا انتخاب بروز جمعہ مورخہ ۸ ؍ ۱۹ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں جناب امیر صاحب لاہور کی زیر نگرانی ہوگا۔ جملہ زعماء حلقہ جات مجالس لاہور و دیگر عہدہ داران و اراکین مجالس حلقہ ہائے خدام الاحمدیہ لاہور جمعہ کیلئے مسجد احمدیہ میں تشریف لائیں۔ اور نماز کے بعد کارروائی ختم ہونے تک مسجد میں تشریف رکھیں۔ نئے انتخاب اور اس کی منظوری تک کیلئے مکرم خواجہ محمد اکرم صاحب محمد نگر بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کام کریں گے۔

مہتمم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سہ ماہی اوّل میں بجٹ پورا کرنے والی جماعتیں

وہ جماعتیں جن کی طرف سے چندہ عام اور حصہ آمد چندہ مستورات کا بجٹ آمد سہ ماہی اول میں (یعنی مئی جون جولائی) پورا ہو چکا ہے۔ ان کی فہرست معہ اسماء سیکرٹری صاحبان مال درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس فہرست کی ایک نقل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی جا رہی ہے۔

سیکرٹریان مال خصوصاً اور دیگر عہدیداران عموماً اس فہرست کو خاص طور پر ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ ان کا جماعت کا نام اگر اس میں نہیں آیا تو اس کی کیا وجہ ہے اور یہ بات کس حد تک باعث فخر ہے کہ ساڑھے پانچصد جماعتوں سے ساٹھ جماعتوں کی طرف سے بھی سہ ماہی اول میں ان کا بجٹ پورا نہیں ہوا۔

بعض جماعتوں کی طرف سے رقوم بذریعہ ڈرافٹ یا بینک چیک آتی ہیں اور ڈرافٹ یا چیک کیش نہ ہونے تک ان کی رقوم ان کے حساب میں مجرا نہیں کی جاتیں۔ ایسی جماعتوں کا نام اگر اس وجہ سے رہ گیا ہو کہ ان کی رقوم خزانہ میں نقد داخل نہیں ہوئیں اور ان جماعتوں کو شامل کیا جاوے۔ تب بھی بجٹ پورا کرنے والی جماعتیں جماعتوں کی تعداد میں خاص اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اس قسم کی جماعتیں پانچ چھ ہی ہیں۔ بہرحال عہدیداران مقامی اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں اور اگر مخلصین کی سستی کی وجہ وصولی کا انتظام درست نہ ہو تو اس کا مناسب علاج کریں۔

حلقہ	نام جماعت	نام سیکرٹری مال	حلقہ	نام جماعت	نام سیکرٹری مال
سرگودھا	چک ۹۸ شمالی	چوہدری پیر محمد صاحب	گجرات	چک سکندر	مولوی عبد العزیز صاحب
״	۹۹-۱۲۰ ش	غلام احمد صاحب	״	سرائے عالمگیر	چوہدری کرامت اللہ صاحب
״	״ ۴۶ شمالی	بشیر احمد صاحب	״	گوراجیاں منگے	حافظ غلام رسول صاحب
״	״ ۳۲۳ جنوبی	چوہدری محمد عالم صاحب	گوجرانوالہ	گوجک	میاں عبد الکریم صاحب
״	״ ۳۵	ہدایت اللہ صاحب	״	رسول نگر	ڈاکٹر محمد بخش صاحب
״	سلانوالی	کرامت اللہ صاحب	جھنگ	احمد علی	بابو فقیر علی صاحب
جہلم	کالا گجراں	عبد القیوم صاحب	لائلپور	لالیاں ج ب تلونڈی	شیخ محمد یار صاحب چوہدری فضل الدین صاحب
״	کھیوڑہ	احمد دین صاحب	״	۴۴۶ ٹھٹھہ کالو	محمد شفیع صاحب
منٹگمری	۵۵/۲۲ محمود پور	چوہدری غلام سرور	״	ٹوبہ ٹیک سنگھ	پیر محمد یوسف صاحب
״	اوکاڑہ	حاکم علی صاحب	״	۴۴۶ ج ب	چوہدری جمال الدین صاحب
״	۹۶/۲۲	چوہدری کلیم عبد الرحمن صاحب عزیز	״	۲۹۵	نور محمد خان صاحب
سیالکوٹ	پروچک	نور محمد صاحب	شیخوپورہ	سیدوالا	ماسٹر محمد یحییٰ صاحب
״	سیالکوٹ چھاؤنی	حافظ عبد العزیز صاحب	لاہور	محمد نگر	ملک فضل کریم صاحب
״	موسے والا	عبد الرحمن صاحب	״	نیلہ گنبد	قاضی محمد احمد صاحب
״	کنتھ والی	حمید اللہ صاحب	״	بھاٹی دروازہ	مرزا محمد اسمٰعیل صاحب
״	بھاگووال	چوہدری محمد حسین صاحب	״	کوچہ چابک سواراں	میاں عبد الرشید صاحب
״	سکو بھیٹی	محمد شفیع صاحب	״	باغبانپورہ	خدا بخش صاحب
״	بہلول پور	مبارک احمد صاحب	״	قصور	مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
״	نارووال	محمد عبد القادر صاحب	״	دھرم پورہ	×
״	دعیہ الہ سیداں	سید حسین علی شاہ صاحب	بہاولپور	کوٹ رحمیاں	چوہدری رحمت علی صاحب
״	حیدر کے تگے	حاجی اللہ بخش صاحب	بہاولپور	چک ۶ / ۹۰۸	سردار خان صاحب
״	خاناں والی میانوالی	حاجی خدا بخش صاحب	ملتان	لودھراں	ملک محمد موسیٰ صاحب
״	جامکے	ملک عطاء محمد صاحب	״	علی پور	میاں خدا بخش صاحب
״	ظفروال	بابو یزدین صاحب	״	۵۲۹ / ۵۲۳ E.B	چوہدری محمد رفیق صاحب
״	کوٹ کلی خورد گلوٹیاں	عبد اللطیف صاحب	״	دنیاپور	شیخ محمد اسلم صاحب
گجرات	ڈنگہ	حافظ احمد دین صاحب	سندھ	روہڑی	میاں محمد یوسف صاحب

حلقہ	نام جماعت	نام سیکرٹری مال
سندھ	نور کوٹ احمدیاں	چوہدری دین محمد صاحب
״	شریف آباد	محمد شفیع صاحب
״	چک ۲۱ دودھ	محمد شفیع احمدی
صوبہ سرحد	رسالپور	بابو خورشید احمد صاحب
پنڈی	کوہ مری	بابو الٰہی بخش صاحب

اسلام میں غربا کی مشکلات کا حل

آج کل دنیا میں جو بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وہ طبقاتی تفریق ہے جو امرا اور غربا میں بڑھ گئی ہوئی ہے۔ دنیا کے عقلمند لوگ اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ مگر انسانی عقل جو اصول بڑی سوچ بچار کے بعد بناتی ہے۔ تجربہ نے بتایا ہے کہ بسا اوقات ان کی مثال اس کمبل کی سی ثابت ہوتی ہے۔ جس کو اگر سر کی طرف کھینچا جائے۔ تو پاؤں ننگے رہ جاتے ہیں۔ اور اگر پاؤں ڈھانپے جائیں تو سر ننگا رہ جاتا ہے اس وقت دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو غربا کی مشکلات کا حل صحیح طور پر پیش کرتا ہے۔ اسلام سرمایہ داری کو مکمل طور پر ختم نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالے نے تو انسان کی فطرت میں یہ مادہ رکھا ہے کہ وہ مقابلہ کر کے دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاستبقوا الخیرات: اے مسلمانو ایک دوسرے سے نیک کاموں میں مقابلہ کرو۔ اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

مگر دوسری طرف پیچھے رہنے والوں کے متعلق یہ حل بتایا ہے کہ آگے بڑھنے والوں کو یہ حکم دیا کہ اے لوگو! جن پر خدا تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ اور تم کو ترقی دی ہے۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ تم ان بھائیوں کو جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ آگے بڑھاؤ۔ اور ان کو اپنے ساتھ شامل کرو۔ کیونکہ تم کو خیال رکھنا چاہیئے کہ جس مال پر تم قابض ہو۔ اس میں درحقیقت ان غربا کا بھی حصہ ہے۔ پس آگے نکل جانے کی وجہ سے تم کو یہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ان غرباء کو محروم کر دو۔ اور اسلام نے اس کے لئے زکوٰۃ رکھی ہے اس سے ان تمام حقوق کو واضح کر دیا ہے جو امراء کے مال میں غرباء کی طرف سے شامل تھے۔ اور اس طرح سرمایہ اور مزدوری میں صلح کرا دی۔

مگر اسلام کا نظریہ بھی افسانہ بن کر رہ جاتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اس زمانہ میں اس نظام کی از سر نو بنیاد نہ رکھ دی جاتی۔ اور ایک ایسی جماعت نہ قائم ہو جاتی جو اس کی عملی تفسیر ہو۔ اب جہاں تک اس قسم کی جماعت کا تعلق ہے۔ وہ نصف صدی سے قائم ہو چکی ہے پس جماعت کے صاحب نصاب حضرات کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اس عمارت کی تکمیل میں کہاں تک حصہ لیا ہے۔

(نظارت بیت المال)

دعائے صحت: "میری بھی بھی صاحبہ اہلیہ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ٹھیکہ پاسرور (?) ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔" خاکسار عبد الحق ناصر درویش چوہدری ... منٹگمری۔

اعلان نکاح

مورخہ ۳ ستمبر بروز اتوار انجمن احمدیہ راولپنڈی میں میاں عطاء اللہ صاحب نائب امیر جماعت راولپنڈی نے عزیزہ خالدہ ادیب خانم بنت ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب شاہ دولہ دروازہ گجرات کا نکاح بعوض مہر ۲۰۰۰/ ہزار ہمراہ عزیزم ڈاکٹر محمد عبد الخالق ایم بی بی ایس میڈیکل آفیسر ۱۴ پنجاب رجمنٹ ولد میاں محمد عالم ساکن راولپنڈی پڑھا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

خاکسار محمد عالم امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

مشرق وسطیٰ میں پاکستان کی بڑھتی ہوئی اہمیت اس سال کا اہم واقعہ ہے

بلوچستان اور ایران کے درمیان ریلوے لائن قائم ہونیکا امکان

قاہرہ ۱۷ اگست۔ اسٹار کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ مشرق وسطیٰ کے امور میں پاکستان کا بہ حیثیت ایک طاقت کے نمودار ہونا بلاشبہ اس سال کے سب سے عظیم واقعات میں سے ایک ہے۔ لیکن عرب اخبارات میں نسبتاً اس پر بہت کم تبصرہ ہوا ہے۔ اسلامی اقتصادی کانفرنس جو ماہ نومبر میں کراچی میں ہونے والی ہے اس کا مطلب یہ اخذ کیا جارہا ہے کہ پاکستان پورے مشرق وسطیٰ کے منطقہ کی مجلس منطقائی ترقی میں مدد دینا چاہتا ہے۔

مشرق وسطیٰ کی زندگی میں پاکستان کی جگہ سیاسی میدان میں اتنی نہیں ہے جتنی تجارت اور اقتصادیات اور سب سے عظیم اسلامی مملکت ہونے کی وجہ سے مذہبی میدان میں ہے

پاکستان رفاع اور جنگی اہمیت کے نکتہ نگاہ سے بھی مشرق وسطیٰ سے دلچسپی رکھتا ہے وہ دوسری ایشیائی اقوام کی مانند سوویٹ روس کی قربت سے اور اس اہمیت سے جو آئندہ جنگ میں مغربی ایشیا کو حاصل ہوگی۔ پوری طرح باخبر ہے۔ لیکن فی الحال پاکستان کا فوری مقصد عرب دنیا سے اپنے تجارتی اور معاشی تعلقات مستحکم کرنا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ اشتراکیت کے خلاف پہلا محاذ مجلسی اصلاحات اور ثقافتی اتحاد ہونا چاہیئے۔

خبروں کی مسلسل اشاعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے ساتھ پاکستان کی کیا سرگرمیاں ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان کا یہ فیصلہ کہ بلوچستان اور ایران کے درمیان ایک ریلوے لائن قائم کرنے کے اخراجات میں شریک ہوگا اس سے دونوں ملکوں کے درمیان تجارت میں اضافہ ہوگا۔ (اسٹار)

کراچی میں ٹڈی کانفرنس

کراچی ۱۷ اگست۔ کراچی میں اکتوبر کے مہینے میں ٹڈی کانفرنس منعقد ہوگی۔ اس میں برطانیہ کی نمائندگی پروفیسر بورس یوفراف کریں گے پروفیسر مذکور دنیا میں ٹڈی کے سب سے بڑے ماہر تصور کئے جاتے ہیں۔

کل پروفیسر یوفراف نے اسٹار کو بتایا امید کی جاتی ہے کہ یہ کانفرنس تمام دنیا میں ٹڈی کے خلاف کاروائی میں اشتراک عمل پیدا کریگی حال ہی میں ٹڈیوں کے جو دَل مشرقی عرب میں نمودار ہوئے تھے خیال کیا جاتا ہے وہ چلر موسم سرما یا موسم بہار کے اوائل میں نمودار ہوں گے۔ یہ دل پاکستان کے لئے کافی خطرے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مصر ایران سوڈان اور ہندوستان کے نمائندے بھی اس کانفرنس میں شامل ہوں گے۔ (اسٹار)

کوئٹہ میں یوم استقلال کی تقاریب کا اختتام

کوئٹہ ۱۷ اگست۔ کل رات دلکش چراغاں اور ریس کورس میں قبائلی ناچ کے بعد یہاں یوم استقلال کا دو روزہ پروگرام ختم ہوا۔

صبح کے وقت مساجد میں دعائیں مانگی گئیں جامع مسجد میں نماز شکرانہ ادا کرنے والوں میں گورنر جنرل کے ایجنٹ میاں امین الدین اور ان کے دونوں مشیر قاضی محمد عیسیٰ خاں اور سردار نور محمد گولا شامل تھے۔ مٹھائی تقسیم کی گئی اور اسکولوں کے طلباء کو مفت سینما دکھایا گیا۔ بعد دوپہر ریس کورس میں گھڑ دوڑ اور دیگر کھیل کود کے مشاغل ہوئے

صبح سے کر شام تک پٹھانوں کے گروہ کے گروہ اپنے دستور کے مطابق شہر کی گلیوں اور بازاروں میں ناچتے رہے۔ (اسٹار)

چیانگ کائی شک ۵۰۰ جاپانی ہوابازوں کو بھرتی کر رہے ہیں

ٹوکیو ۱۷ اگست۔ چین کے کمیونسٹوں کیساتھ جنگ کرنے کے لئے مارشل چیانگ کائی شک خفیہ طور پر ۵۰۰ جاپانی ماہر ہوابازوں کو بھرتی کر رہے ہیں۔ معلوم ہؤا ہے کہ جاپان کے سابق جنرل ہیروشی نیموتو جاپانی فضائیہ کے چید اعلےٰ افسران کے ہمراہ فارموسا پہنچ گئے ہیں۔ جنرل مذکور وہاں جاپان کے تنخواہ دار ہوابازوں کے لئے ہیڈ کوارٹر کا انتظام کرینگے

مارشل چیانگ کائی شک نے ٹوکیو کے چینی مشن کے افسر اعلیٰ لفٹیننٹ جنرل چو شی منگ کو اس غیر سرکاری جاپانی ہوائی فوج کی بھرتی کے لئے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر صرف کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ انہوں نے ان جاپانی جنگی ماہرین کے ذریعے جاپان کے سابق ہوائی افسران سے رابطہ قائم کیا ہے۔ جنہیں ۱۲ ماہ کی قید کے بعد ٹوکیو میں رہا کیا گیا ہے۔ تمام والنٹیرز وغیرہ کو غیر قانونی طور پر جاپان سے فارموسا روانہ کیا جائے گا۔ (اسٹار)

مصر تین ۳ روز تک حسنی الزعیم کا سوگ منائیگا

انقلاب شام سابقہ حکومت کے قیام کا موجب ہوگا

لنڈن ۱۷ اگست۔ قاہرہ سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہؤا ہے کہ شام کے نئے انقلاب اور کرنل حسنی الزعیم کے قتل سے تمام مشرق وسطیٰ میں شدید قسم کا رد عمل ہوگا۔ صدر حسنی الزعیم نے مصر کے ساتھ بہت گہرے تعلقات قائم کئے تھے۔ اس لئے ان کے قتل کا رد عمل مصر میں سب سے زیادہ شدید ہوگا۔ مصری حکومت نے شاہ فاروق کے تحت کرنل زعیم کی پوری پوری حمایت کی تھی۔ لیکن عراق اور شرق اردن کا رویہ مشکوک اور علیحدگی پسند تھا۔ مصر کے دربار میں تین روز تک سوگ منایا جارہا ہے۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کی میٹنگ ہفتے کے روز منعقد ہونے والی تھی۔ لیکن شام کے حالات کی وضاحت تک پیپلے میٹنگ کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔

پانچ ماہ قبل کرنل حسنی الزعیم نے بغیر خون بہائے انقلاب کے ذریعے طاقت حاصل کی تھی۔ اس وقت سے ان کی جان جانے موت کا اندیشہ تھا۔ ہر جگہ ان کے ساتھ مضبوط باڈی گارڈ رہتے تھے۔ (مسوا اس بات کا انکشاف ہؤا ہے کہ کرنل زعیم کو تونذ قلب سے مطالعہ کرنے والے ایک مبصر نے لکھا تھا۔ اگر ان کو قتل نہ کیا گیا تو وہ شام اور دیگر چھوٹے عرب ممالک کیلئے بہت عمدہ کام کریں گے۔ ان کے خیالات ترقی پسند ہیں اور ان کی شہرت حقیقی ہے۔

ان کو کمیونزم کا شدید ترین مخالف بیان کیا گیا وہ ایک فوجی ڈکٹیٹر بننا چاہتے تھے اور عام طور پر انہیں شام کا اتاترک کہا جاتا تھا۔

لنڈن اخبار ٹائمز کا سیاسی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ اگرچہ کرنل زعیم کی حکومت کو عوام کی حمایت حاصل تھی اور عوامی جذبہ ان کے حق میں تھا۔ لیکن یہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ طاقتور طبقوں کی ناراضگی مول لے رہے ہیں۔ بلاشبہ ان کی حکمرانی غیر دستوری تھی۔ لیکن جو اصلاحات وہ کرنا چاہتے تھے وہ شام میں بالکل نئی زندگی کے امکانات پیش کرتی تھیں اور ان کی خارجہ پالیسی کا مقصد امن تھا۔ (اسٹار)

کوئٹہ میں زلزلہ آگیا

کوئٹہ ۱۶ اگست۔ شام کو ۵ بجکر ۲۰ منٹ پر یہاں شدید زلزلہ آیا جو نصف منٹ تک جاری رہا۔ لوگ دوکانوں اور مکانوں سے باہر نکل آئے۔ کوئی جانی یا مالی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ (اسٹار)

ملایا کے ڈاکوؤں کی سرگرمیاں

سنگاپور ۱۷ اگست۔ ملایا کا شہرت یافتہ جتھہ کا جنگ کمک ایک بار پھر ریاست سنگور میں نمودار ہو گیا گن سے گولیاں چلاتے ہوئے یہ پولیس چوکی کے محافظ کمرے کی طرف گئے۔ اور تین پولیس کے خاص کانسٹیبلوں کو ہلاک کر کے پانچ سو کارتوس اور آٹھ رائفلیں لیکر فرار ہوگئے۔ ایسے ہی ایک اور بدمعاش گروہ کے خلاف کاروائی میں طیاروں سے جنگل کے دیہاتوں میں اشتہار گرائے گئے۔ جن پر اٹھارہ ڈاکوؤں کے فوٹو تھے۔ انکی گرفتاری کیلئے دو ہزار ڈالر فی ڈاکو انعام مقرر کیا گیا ہے۔ (اسٹار)

حکومت برطانیہ اور شام کی نئی حکومت

لنڈن ۱۷ اگست۔ کل برطانوی دفتر خارجہ اور شامی وزیر کے درمیان گفتگو ہوئی۔ آج وزیر خارجہ بیون کی لنڈن واپسی کے بعد وائٹ ہال میں شامی صورت حال کا گہرا مطالعہ کیا جارہا ہے۔ لیکن یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ نئی شامی حکومت کو برطانیہ کے تسلیم کرنے کا سوال ابھی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اس کے طے ہو جانے سے قبل برطانیہ غالباً حکومت کی تشکیل اور اس کے مقاصد کے بارے میں مطمئن ہونے کا خواہشمند ہے۔ (اسٹار)

بصرہ میں تیل کا نیا چشمہ

بغداد ۱۷ اگست۔ نئے تیل کے چشمے کا دورہ کرنے کے بعد عراق کی قومی اقتصادیات کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر ندیم پچاچی نے اسٹار کے نامہ نگار کو بتایا کہ بصرہ کا نیا تیل کا چشمہ مشرق وسطیٰ میں سب سے زیادہ زرخیز ہے۔ یہاں کا تیل مقدار اور عمدگی میں سب سے زیادہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ تیل نکالنے کا کام ۱۹۵۱ء کے شروع میں جاری ہو جائے گا۔ (اسٹار)

اجلاس جناب شیخ عبداللطیف صاحب افسر مال بہادر ضلع گجرات بہ اختیارات کلکٹر

علی محمد۔ حیات وغیرہ پسران فتو اقوام جٹ سکنہ ... تحصیل گجرات

بنام

مسمات کرتار دیوی بیوہ جے سنگھ۔ پسندر سنگھ و دیوا سنگھ پسران منگل سنگھ مالک سنگھ۔ جسونت سنگھ و سوجان سنگھ پسران سنت سنگھ اقوام سکھ سکنہ چریالہ تحصیل گجرات

دعویٰ فک الرہن۔ مقدمہ مندرجہ بالا میں مسئول علیہم چونکہ سکونت ترک کر گئے ہیں لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار ہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر انہیں کوئی عذر ہو تو وہ مورخہ ۲۲/۸/۴۹ کو حاضر عدالت ہو کر عذر پیش کریں بصورت عدم پیروی کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

۱۸/۷/۴۹

مہر عدالت   دستخط حاکم